

جن میں سے ہر ایک ستون تین چوڑوں کے درمیان قائم ہے مشن خارجی کے ضلع کا طول تقریباً ۲۰۵۹ میٹر اور بلندی ۹۰ میٹر ہے۔ ان آٹھ پہلوؤں میں سے ہر پہلو میں اوپر کی جانب پانچ پانچ روشندان ہیں جو عمارت کے اندرونی حصہ کو روشنی پہنچاتے ہیں۔ باہر کی جانب یہ روشندان سات ہیں جن میں سے دو بند کر دیے گئے ہیں

ایک عجیب بات | اس تعمیر کے انجینئر نے جو سب سے عجیب و غریب بات اس میں ملحوظ رکھی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے۔ خواہ کسی دروازہ سے داخل ہو، وہ بیک نظر ان تمام ستونوں اور چوڑوں کو دیکھ سکتا ہے جو اس کے سامنے ہیں اور ساتھ ہی ان تمام ستونوں اور چوڑوں کا بھی مشاہدہ کر سکتا ہے جو دوسری جانب میں واقع ہیں۔ مشہور انجینئر چیمپنڈ (Richmond) کی رائے ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ قبة کے ستونوں کے دائرہ میں ۲۲ درجہ انحناء پیدا کیا گیا ہے مگر ہماری رائے ہے کہ یہ انحناء ۳۳ درجہ ہے۔ اگر یہ انحناء (جھکاؤ) نہ ہو تا تو جو ستون دیکھنے والے کے سامنے واقع ہوتے ہیں، وہ دوسری جانب کے ستونوں کے لیے حاجب بن جاتے، کیونکہ اس وقت وہ دونوں ستون ایک خط مستقیم پر واقع ہوتے۔

جو کھڑکیاں عمارت کو روشن رکھتی ہیں ان کی تعداد ۵۶ ہے جن میں سے چالیس باہر کی آٹھ دیواروں میں پانچ کھڑکیاں نی دیوار کے حساب سے کھلی ہوئی ہیں اور سولہ کھڑکیاں قبة کی کنسی پر ہیں۔

قبة کے نیچے ایک ناہموار پتھر بھی ملتا ہے جو حرم شریف کے درمیان میں واقع ہے۔ اس پتھر کا طول شمال سے جنوب تک ۸۸ میٹر اور عرض شرق سے غرب تک ۱۳ میٹر ہے، اور عمارت کی زمین سے اس کی انتہائی بلندی ڈیڑھ میٹر ہے۔ آپ کو اس پتھر میں کدالوں پھاوڑوں کے نشانات ملتے ہیں۔ ابن اثیر کی روایت کے مطابق اہل فرنگ نے اس پر سنگ مرمر بچھا دیا تھا، مگر سلطان

صلح المدینہ یوہی نے اُس کو اٹھوا دیا۔ پتھر کو سنگ مرمر کا لباس پہنا دینے کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ قدیم میں عیسائی قیس اس سے خوب ملت پیدا کر لیتے تھے۔ شاہانِ فرنگ نے دیکھ کر پتھر کو سنگِ مرمر کی چادر اڑھا دی تاکہ وہ ضائع نہ ہو۔

اس پتھر کے نیچے ایک غار ہے جو نامہوار ہونے کے باوجود تقریباً مریح ہے۔ عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ یہ پتھر جلا دیجانے والی قربانیوں کے مذبح کا اساس حقیقی تھا اور جو غار اس کے نیچے ہے وہ گرٹھا تھا جو مذبح کے نیچے واقع تھا اور جس میں قربانیوں کے خون اور آبِ تقدیس محفوظ رہتا تھا۔ غار میں سنگ مرمر کا ایک فرش بھی ہے جس سے آپ کے کھڑے ہونے ہی گنگناہٹ سی پیدا ہوتی ہے کہتے ہیں کہ اس فرش کے نیچے وہ نالی ہے جس کے ذریعہ قربانیوں کے خون پانی کے ساتھ مل کر ”وادیِ قدرون“ میں منتقل ہو جاتے تھے۔

تاریخِ تعمیر اسی عمارت کی تاریخِ تعمیر یا تو اُس کے تاریخی کتبات سے معلوم ہوتی ہے یا کسی مستند تاریخی روایت سے یا اُس کے طرزِ تعمیر سے۔ قبۃ الصخرہ میں جو کتبات ہیں بخط کوفی ہیں اور جس عمارت سے اُس کی تاریخِ تعمیر پر روشنی پڑتی ہے وہ جنوبی جانب کی مشرقی سمت میں ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے عبد اللہ عبد اللہ الامام المأمون امیر المؤمنین اور تاریخ ۲۷۹ھ ہجری لکھی ہوئی ہے لیکن جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ ۲۷۹ھ ہجری تو ماموں کا زمانہ نہیں ہے، بلکہ یہ عبد الملک بن مروان کے عہد کی تاریخ ہے تو اس سے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ دراصل اس کی تعمیر تو عام مورخین کے بیان کے مطابق ہوئی تھی عبد الملک بن مروان کے عہد میں ہی یعنی ۶۹ھ میں، مگر پھر ماموں کے عہد میں اس کی مرمت وغیرہ ہوئی ہوگی اور ہائے قیاس کو دو دلیلوں سے اور تقویت پہنچتی ہے۔

(۱) عہد مامونی کے کاریگروں نے ماموں کا نام تو لکھ دیا لیکن تاریخ ۲۷۹ھ جو پہلے سے ثبت تھی اُس کو تبدیل کرنے کا خیال نہیں آیا۔

(۲) جگہ کی تنگی کی وجہ سے خلیفہ مامون اور اُس کے القاب کو اُس طرز میں نہیں لکھا گیا جس میں قدیم کتابت کے بعض نقوش اب بھی نظر آتے ہیں، اور اس بنا پر خط میں یکسانیت باقی نہیں رہی ہے۔ اس کتبہ کے علاوہ شرقی اور شمالی درواہوں پر جو کتبے ہیں اُن سے بھی راجح الاولیٰ ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۳۳ء کی تاریخ نکلتی ہے۔ فن تعمیر اسلامی کے مطابق یہ تاریخ اختتام ہوگی نہ کہ تاریخ آغاز کار۔ ان سب چیزوں کو سامنے رکھ کر یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ دراصل تعمیر تو ہوئی تھی عبدالملک کے عہد میں مگر بعد میں مامون نے اس کی مرمت وغیرہ کرائی تھی، بنو عباس بنو امیہ سے حد درجہ متنفر تھے، اس بنا پر خود مامون نے یا اُس کی خیر خواہی میں کسی کاریگر نے عبدالملک کی بجائے مامون کا نام حیثیت اصل بانی تعمیر کے لکھ دیا۔

اب رہا یہ سوال کہ تعمیر کا آغاز کس سنہ میں ہوا تھا؟ اس میں مورخین مختلف الآراء ہیں۔ ابن بطریق ۶۵۰ھ مطابق ۱۲۵۲ء بتاتا ہے۔ مسکین و مقریزی کی رائے بھی یہی ہے لیکن بشیر الغرامی ج میں سبط ابن الجوزی (۱۲۵۵ء) سے نقل کیا گیا ہے کہ تعمیر کا آغاز ۶۷۹ھ مطابق ۱۲۸۱ء میں ہوا تھا۔ ابوالحسن اور سیوطی کی رائے بھی یہی ہے۔ جمیر الدین ۶۷۶ھ مطابق ۱۲۷۷ء کے قائل ہیں۔ تعمیر کی اہمیت و عظمت | قبة الصخرہ اپنی مخصوص شان و شوکت اور رونق و بہا کی وجہ سے تمام اسلامی عمارتوں میں نہایت ممتاز اور وقیع ہے۔ ہارتمان (Hartmann) کی نگہ میں وہ تناسب و توازن کا بہترین نمونہ ہے۔ ہیرٹولس (Hayter Lewis) کہتا ہے

ان آثار میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے جن کو تاریخ نے بقائے دوام کا خلعت پہنایا ہے۔

فرگوسن (Fergusson) کہتا ہے :-

اگرہ اور دہلی کے تاج محل اور دوسرے شاہی مقبرے دیکھنے کے بعد میرے وہم میں بھی یہ

بات نہیں تھی کہ میں کوئی ایسی عمارت دیکھوں گا جو مجھے سب عمارتوں کی یاد فراموش کر دے گی

لیکن قبۃ الصخرہ دیکھنے کے بعد ایسا ہی ہوا۔ حق یہ ہے کہ اس تعمیر میں جو باریکیاں اور خاص تناسب و توازن کو باقی رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، اُس کے اعتبار سے یہ عمارت تمام عمارتوں سے جن کو میں جانتا ہوں فائق اور اعلیٰ ہے۔

فان برشم اس کی عظمت و برتری کو دقیق صنعت اور اُس کے اجزاء کے تناسب و متناسب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اس عمارت میں جو دقیق نسبتیں پائی جاتی ہیں عرصہ دراز تک بڑے بڑے انجینیران کی تحقیق و تلاش میں مصروف رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ علم و فن کے موجودہ دور ترقی میں اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ اُس نظریہ کو معلوم کیا جائے جس پر ان نسبتوں کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

(جلد ۱۱ الملل، مصر کا خاص نمبر)

قرآن شریف کی مکمل ڈکشنری

”مِصْبَاحُ الْفَرْقَانِ فِي لُغَاتِ الْقُرْآنِ“ اُردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ، دوسرے میں معنی اور تیسرے خانہ میں لفظوں سے متعلق ضروری تشریح، اسی کے ساتھ بعض ضروری اہم اور مفید باتیں درج کی گئی ہیں۔ مثلاً انبیاء کے نام جہاں جہاں آئے ہیں اُن کے حالات بیان کیے گئے ہیں، یہ کننا ہے مبالغہ ہے کہ لغت قرآن کی تشریح کے سلسلہ میں اُردو زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کتاب عام پڑھے لکھے مسلمانوں کے علاوہ طلباء اور انگریزی داں اصحاب کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔

کتابت و طباعت عمدہ، ڈسائیز، اصل قیمت للہم، رعایتی للہم، خریداران برہان دہلی کے لیے،

ملنے کا پتہ :- منیجر مکتبہ برہان قرولیاغ نیوی دہلی

لطائفِ آرزو

آرزو اور جوابِ آرزو

بارگاہِ فطرت سے

از جناب مولوی میر آفتن صاحب کابلی امر دہوی

آرزو

مے جہاں کو آئینہ جہاں کر دے	مے جہاں کو آئینہ جہاں کر دے
تری ضیا ہو چہ سرخ سیاہ خانہ دل	تری ضیا ہو چہ سرخ سیاہ خانہ دل
تری نگاہِ جلال و جمال کے قرباں	تری نگاہِ جلال و جمال کے قرباں
نگاہِ صرصر و صیاد و برق سے امین	نگاہِ صرصر و صیاد و برق سے امین
جہاں ماہ و ثریا و نسر و کیواں سے	جہاں ماہ و ثریا و نسر و کیواں سے
میں س کی سہتی فطرت سے تنگ آیا ہوں	میں س کی سہتی فطرت سے تنگ آیا ہوں
جہاں نہ ہو کوئی انسان غلامِ انسان کا	جہاں نہ ہو کوئی انسان غلامِ انسان کا
جہاں نہ ہو گذرِ شورش و فساد و عناد	جہاں نہ ہو گذرِ شورش و فساد و عناد
سرورِ دل ہو میسر، سکونِ روح نصیب	سرورِ دل ہو میسر، سکونِ روح نصیب
میں اس جہاں سے اس ارض سے ماسم درگزا	میں اس جہاں سے اس ارض سے ماسم درگزا
کھلا کے لطف سے گلہائے آرزو سے آفت	کھلا کے لطف سے گلہائے آرزو سے آفت

جوابِ آرزو بارگاہِ فطرت سے

مکمل اپنی امانت کی داستان کر دے

مکمل اپنی امانت کی داستان کر دے

وہ یادگار سپرد دل جہاں کر دے
 نذول کو صرفہ تعمیر یک جہاں کر دے
 مری تلاش اگر ہے تو آپ گم ہو جا
 نواز لگی مرے پائے ناز کی ٹھوکر
 ہمائے ہمت عالی کوئے کے تاب عروج
 سہ ستارہ و پروین کو تو نشانہ بنا
 اک آہ گرم کو ہفت آسماں کو چھونک بھی ٹال
 زمیں بھی تیرے لیے آسماں بھی تیرے لیے
 متاع دہر سے کچھ سوداگر اٹھانا ہے
 جو تو تیں مری جانب سہیں نہاں تجھ میں
 نہ خوفِ صرصر صیبا و برق لا دل میں
 جہاں میں نفس کی اغراض کا غلام نہ بن
 مالِ نفس پرستی ہے شورِ شہسپہم
 زمیں کی پستی فطرت ہے راز فطرت کا
 نہ صرف اصولِ سیاست پر ہو تری تنظیم
 حریص دولت و جاہ و نمود و عیش نہ بن
 فیضِ عدل و مساوات رُبط و ہمدردی
 سکوں روحِ یہی جو سرورِ دل بھی یہی
 مرے اصولِ مقدس نہیں ترا دستور
 براہِ سبیل شریعتِ نظام وحدت سے
 تو اپنی ذات میں کر میری خوبیاں پیدا

جو اس حیاتِ دوروزہ کو جادو ال کمنے
 ہزار ایسی ہی آباد بستیاں کر دے
 جو دیکھنا ہے مجھے خود کو بے نشان کر دے
 سرباز کو قربانِ آستاں کر دے
 حریفِ لذت پر دوا زلا مکاں کر دے
 اٹھ اور چاک گریباں کمکشاں کر دے
 نظر سے دور ججابتِ دمیماں کر دے
 تو اپنا سیکہ حسنِ غسل رواں کر دے
 تو دل سے دور یہ اندیشہ زباں کر دے
 بروئے کار نہیں لاکے تو عیاں کر دے
 نظر کو حرزِ گلستان و آشتیاں کر دے
 یہ بند توڑ کے آزاد کل جہاں کر دے
 اسے بہ ترکِ ہوسِ خوگر اماں کر دے
 ثبات سے لے سہنگ آسماں کر دے
 بہر طریق مکمل یہ داستاں کر دے
 رہیں خدمتِ مخلوق مالِ جاں کر دے
 تمام خلق کو ہرگزک ہمبغاں کر دے
 کہ سب کو اپنی محبت سے متادماں کر دے
 تو اپنے آپ کو تیراں کا راز داں کر دے
 جہاں کو یک دل یک جان مکی زبان کر دے
 پھر ان کو دور جہاں کی برائیاں کر دے